مالی قربانی کی برکات اور جماعت کی ذمہ داریاں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴؍ جولائی ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ
اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ
لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٢﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٣﴾
قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ
غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿٢٦٤﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ
وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ
فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ
مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٥﴾ (البقرۃ:۲۶۲-۲۶۵)

اور پھر فرمایا:

قرآن کریم کی یہ چند آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں مالی قربانی کے آداب بھی سکھائے گئے ہیں اور مقبول مالی قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فضل نازل ہوتے ہیں

ان کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔

پہلی آیت جو آج میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک دانے کی سی ہے جس میں سے سات بالیاں لگیں سَبۡعَ سَنَابِلَ جن میں سات بالیاں لگیں اور ان سات بالیوں میں سے ہر بالی کے اندر ایک سو دانے ہوں وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ اور بڑھا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت ہی وسعتوں والا اور وسعتیں عطا کرنے والا اور بہت زیادہ جاننے والا ہے۔

اس آیت میں جو تصویر کھینچی گئی ہے مومن کے انفاق فی سبیل اللہ کی عموماً اس کا ترجمہ پڑھتے وقت اور اس کے مضمون پر غور کرتے وقت ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ یہاں مومن کے اموال کی مثال دی گئی ہے، مومن کی مثال نہیں دی گئی اور مومن کے اموال خدا کی راہ میں قربانی کے نتیجہ میں بڑھتے ہیں، صرف اسی قدر ذکر ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے، مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فرمایا گیا ہے مَثَلُ نَفَقَاتِ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ نہیں فرمایا مثل مَا ینفقون نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا ہے مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال یہ ہے اور اس طرح مضمون میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے یعنی یہ مثال ان لوگوں پر بھی صادق آتی ہے جو خرچ کرتے ہیں اور ان چیزوں پر بھی صادق آتی ہے جو وہ خرچ کرتے ہیں یعنی وہ سارا منظر ان کے خرچ کرنے کا اس طرح پیش فرما دیا گیا کہ خرچ کرنے والے بھی اور ان کی تصویر بھی آنکھوں کے سامنے ابھر آتی ہے اور جو وہ خرچ کرتے ہیں اور جس طرح خرچ کرتے ہیں وہ نقشہ بھی انسان کی آنکھوں کے سامنے ابھر آتا ہے۔ اور اس کے بعد کی آیات میں یہ فرمایا گیا کہ وہ کس طرح خرچ نہیں کرتے کیا ادائیں ان کی ہیں وہ بھی بیان فرما دی گئیں اور اس کے نتیجے میں اللہ کے فضل ان پر کس طرح نازل ہوتے ہیں یہ بھی بیان کر دیا گیا اور بعد میں آنے والی آیات میں یہ بتایا کہ یہ یہ باتیں وہ نہیں کیا کرتے۔ تو خرچ کے مثبت پہلو بھی بیان فرما دیئے گئے اور منفی پہلو بھی بیان فرما دیئے گئے۔ اس مثال پر جب اس طرح غور کرتے ہیں تو لفظ حَبَّة کی پہلے کی نسبت زیادہ بہتر طور پر سمجھ آنے لگتی ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں بعض پھل ایسے ہوتے ہیں جن کے بیج ردّی اور پھینک دینے کے لائق سمجھے جاتے ہیں اور انسان کو ان کے بیجوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ۔ وہ غلاف اور وہ مواد جو بیجوں کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوتا ہے اس میں وہ دلچسپی رکھتے ہیں، اس کو پھل کہتے ہیں اور بعض پھل ایسے ہوتے ہیں جن میں بیج کھانے کے لائق سمجھا جاتا ہے اور اردگرد کا غلاف اور اس کی دیگر چیزیں جو بیج کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں وہ ردی سمجھ کر پھینک دی جاتی ہیں ۔ مثلاً بادام ہیں بادام کا چھلکا کسی لائق نہیں سمجھا جاتا اور بادام کھایا جاتا ہے۔ اس کے برعکس آم ہے اس کی گٹھلی میں آپ کو کوئی دلچسپی نہیں ہوگی لیکن آم کے پھل میں دلچسپی ہے۔

حَبَّة وہ دانے ہیں جو اپنی ذات میں پھل بھی ہیں اور بیج بھی ہیں اور ان کے اندر پھل اور بیج کے لحاظ سے کوئی بھی تفریق نہیں ہوسکتی ۔ کلیۃً سارے کا سارا کھانے کے لائق اور سارے کا سارا بیج بھی ہے اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال کے طور پر اس سے بہتر مثال چنی نہیں جاسکتی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو وہ خرچ کرتے ہیں اس کا پھل بھی ان کو ملتا ہے لیکن پھل ایسے بیج کی صورت میں ملتا ہے جو خود آگے بڑھنے والا بیج ہے۔ یعنی ایک پہلو سے ان کو ان کی کوششوں کا ان کی قربانیوں کا پھل مل رہا ہوتا ہے دوسرے پہلو سے ایسا پھل مل رہا ہوتا ہے جو آگے بڑھنے والا ہے اور مزید پھل پیدا کرنے والا ہے اور مزید بیج پیدا کرنے والا ہے۔ ان کے نفوس میں بھی برکت ملتی ہے، ان کے رزق میں بھی برکت ملتی ہے اور ایک ہمیشہ جاری رہنے والا معاملہ ان کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یعنی خدا کا فضل ایک پھل کی صورت میں عطا ہو کر وہاں ٹھہر نہیں جاتا بلکہ خدا کا فضل ایک ایسے جاری پھل کی صورت میں ملتا ہے جسے کوثر بھی کہا گیا ہے۔ نہ ختم ہونے والا فضلوں کا سر چشمہ ان کو عطا ہو جاتا ہے اور پھر جتنا جتنا وہ خدا کے فضلوں میں سے خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اتنا اتنا ان کا پھل بھی بڑھتا جاتا ہے اور ان کا بیج بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ مزید اپنے رزق کو بڑھانے کی استطاعت بھی ان میں پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور مزید اپنے نفوس کو بڑھانے اور پھیلانے کی استطاعت بھی ان میں پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ وہ نقشہ ہے جو الٰہی جماعتوں پر بڑی تفصیل کے ساتھ صادق آتا ہے اور الٰہی جماعتوں کے انفاق فی سبیل اللہ کو ہر دوسرے انفاق فی سبیل اللہ سے الگ اور ممتاز کر کے دکھاتا ہے۔

مذہب کی تاریخ کا مطالعہ کر لیجئے اور غیر مذہبی تحریکات یا مذہب کے نام پر لامذہبی تحریکات

کا مطالعہ کر لیجئے انفاق فی سبیل اللہ میں فرق کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی اور مثال نظر نہیں آسکتی۔ یعنی انفاق فی سبیل اللہ کو غیر فی سبیل اللہ کے خرچ سے ممتاز کرنے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی مثال نہیں آسکتی۔

جماعت احمدیہ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا اخرجات کے معاملہ میں یعنی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے معاملہ میں یہی سلوک چلا آرہا ہے۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو آگے بڑھا کر یہ فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے انفاق فی سبیل اللہ کی مثال ایسی ہے جیسے

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۶﴾ (البقرۃ:۲۶۶)

یہ جو خرچ کرتے ہیں آگے اس کو بڑھانے کے لئے اور اس کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ سامان مقرر فرماتا ہے اور اللہ کی تقدیر اس کی حفاظت کرتی ہے اور یہ دیکھتی ہے کہ ہر حال میں ان کی محنتیں بڑھیں اور نمو پائیں اور بکثرت اثمار پیدا کریں۔ چنانچہ مثال دی کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں ان کی مثال ایسی ہے ایسے ٹیلہ پر ایسے رَبْوَة میں وہ قربانیاں بوئی گئی ہیں بیج کی صورت میں کہ اگر ان پر تیز مینہ برسانے والی ہوائیں چلیں اور موسلا دھار بارش برسائی جائے تب بھی وہ زمین ایسی نکمی نہیں ہے کہ تیز بارش کے نتیجہ میں اس کی فصل برباد ہو جائے اور یہاں ربوہ کا لفظ استعمال فرما کر یہ وجہ بھی بیان فرما دی کہ کیوں تیز بارش یہاں نقصان نہیں پہنچا سکتی کیونکہ ربوہ سے مراد ٹیلے قسم کی چیز ہے پہاڑی قسم کا علاقہ یعنی بڑے بلند پہاڑ نہیں بلکہ سطح مرتفع میں عموماً جو شکل نظر آیا کرتی ہے چھوٹے چھوٹے ٹیلے جہاں پانی ٹھہر نہیں سکتا۔ بلند پہاڑوں میں بڑی بڑی چٹانیں ہوتی ہیں وہاں کاشت کے لحاظ سے موزوں موسم نہیں ہوا کرتا نہ موزوں زمین مہیا ہوتی ہے پوری طرح لیکن ایسا علاقہ جسے ربوہ کہتے ہیں یہ Plateau Like سطح مرتفع ایسے علاقہ میں کاشت کی سہولتیں بھی ہوتی ہیں اور کثرت سے زمین مناسب حال مل جاتی ہے اور وہاں پانی ٹھہرتا نہیں اس لئے تیز بارش بھی ہو تو وہ ایسی فصل کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی جو ربوہ کے اوپر آباد ہو اور اگر تیز بارش نہ ہو تو فرمایا فَطَلٌّ

ایسی زرخیز زمین ہے جو مومنوں کو مہیا کی جاتی ہے کہ شبنم سے بھی وہ پودے نشوونما پا جاتے ہیں۔ اگر بارش نہیں تو شبنم ہی سہی لیکن خدا کی تقدیر اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔

یہاں ربوہ کا لفظ ویسے بھی ذو معنی ہے اور بعید نہیں کہ اہل ربوہ کی طرف بھی اشارہ ہو یعنی لوگ جو ربوہ سے وابستہ ہیں۔ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ ایسے قربانی کرنے والوں کے لئے کہ جن کی قربانیوں کا محور ربوہ ہوگا اور جو قربانیاں ربوہ کے اردگرد کی جائیں گی یعنی ربوہ کی مرکزیت کے تابع کی جائیں گی اللہ تعالیٰ ان میں غیر معمولی برکتیں ڈالے گا اور اگر بارش کا سماں نہ بھی پیدا ہوا تو شبنم بھی ان کے لئے بارش کی طرح نشوونما کا موجب بن جائے گی۔

آج کا خطبہ نئے مالی سال کا پہلا خطبہ ہے اس لحاظ سے میں نے ان آیات کا انتخاب کیا تا کہ مالی قربانیوں کے سلسلہ میں جماعت کو جہاں مختصراً ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کروں وہاں ایک خوش خبری بھی دوں کہ آپ کے حق میں بہرحال قرآن کریم کی یہ پیش خبری پوری ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ کی مالی قربانی پر یہ آیت اپنے ہر پہلو کے ساتھ اور ہر تفصیل کے ساتھ چسپاں ہو رہی ہے۔ پاکستان میں جو حالات ہیں جماعت کے اوپر پابندیوں کے اقتصادی لحاظ سے، قانونی لحاظ سے، اخبارات کے رجحان کے تعلق سے یا علماء کے جلسے جلوسوں اور فحشاء کلامی کے لحاظ سے جس پہلو سے بھی دیکھیں وہاں جماعت کے جہاں تک مالی حالات کا تعلق ہے اور قربانیوں کی استطاعت کا تعلق ہے ان کے لئے وہ موسم تو نہیں جسے موسلا دھار بارش کا موسم قرار دیا جا سکتا ہے۔ وہاں تو دنیاوی لحاظ سے طلّ کا سا موسم ہے یعنی شبنم پر گزارہ کرنے والی بات ہے۔ لیکن خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ جماعتیں جو ربوہ کے ساتھ منسلک ہوں یعنی اس ٹیلے کے ساتھ جو خدا کی برکتوں کا ٹیلا ہے ان کے لئے طلّ بھی بہت کافی ثابت ہوگی۔ تو انتہائی نامساعد حالات کے سال میں بھی خدا تعالیٰ نے وہاں جماعت کو غیر معمولی مالی قربانی کی توفیق بخشی ہے۔

تقریباً دو مہینے پہلے کی بات ہے کہ ناظر صاحب بیت المال کا بہت سخت گھبراہٹ کا خط ملا کہ تقریباً ایک کروڑ روپیہ وصولی سے ہم پیچھے ہیں اور بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے۔ ان کو میں نے لکھا کہ آپ گھبرا کیوں رہے ہیں اللہ نے پہلے کب چھوڑا تھا ہمیں جواب چھوڑے گا۔ خدا کی ذات پر حسن

ظن رکھیں بے انتہا فضل کرنے والا خدا ہے، کام کریں، محنت کریں آپ کا صرف اتنا کام ہے، دعا کے لئے بزرگوں کو خط لکھیں اور اس کے بعد توکل کریں۔ تقریباً دو تین ہفتے پہلے کی بات ہے کہ ان کا سخت گھبرایا ہوا ایک اور خط آ گیا کہ آپ نے کہا دعا کرو اور توکل رکھو بزرگوں کو خط لکھو میں سب کام کر بیٹھا ہوں اور صرف تھوڑے سے دن رہ گئے ہیں اور ابھی ستر لاکھ روپے کی کمی رہ گئی ہے (میں نے خط نکلوانے کی کوشش کی ہے مجھے مل نہیں سکا ابھی مل جائے گا چند دن تک لیکن ستر نہیں تو بہت بڑی رقم تھی بہر حال پورا صحیح مجھے یاد نہیں لیکن جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ تقریباً ستّر لاکھ انھوں نے بتایا کہ کمی ہے اور سخت گھبراہٹ ہے اس لئے۔) چنانچہ ان کو میں نے یہ خط لکھا کہ آپ کو میں نے پہلے بھی لکھا تھا آپ نے اپنا کام کر لیا ہے بالکل گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں آپ کے لئے چند دن رہ گئے ہیں خدا کی تقدیر کے لئے تو چند دن کا کوئی سوال نہیں ہے۔ وہ آزاد ہے وہ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ہے، وہ جانتا ہے کہ کہاں سے اس نے عطا کب کرنا ہے اور بڑی وسعتوں والا خدا ہے چنانچہ کل رات فون کے ذریعے اور آج باقاعدہ خط بھی مل گیا یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ بجٹ جس کے پورا ہونے میں ان کو شدید مشکلات نظر آرہی تھیں وہ دو کروڑ پندرہ لاکھ روپے کا بجٹ تھا جو جماعت نے ابتداءً جو پاس کیا تھا۔ ناظر صاحب بیت المال کو گھبراہٹ یہ تھی کہ دو کروڑ پندرہ لاکھ بھی زیادہ تھا اس پر دوران سال کارکنان کی تنخواہیں بڑھانے کے نتیجہ میں دس لاکھ کا مزید اضافہ کر دیا گیا تو دو پندرہ کی بجائے وہ دو پچیس بن گیا اور یہ وہ کہہ رہے تھے کہ اس بجٹ کا پورا ہونا بظاہر ممکن نظر نہیں آتا، چند دن رہ گئے ہیں اور لکھو کھہا روپیہ ایسا ہے جو ابھی قابل ادا ہے۔

آج ناظر صاحب بیت المال کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ناظر صاحب اعلیٰ نے بھجوایا ہے جس میں لکھا ہے کہ جون کے آخر تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو کروڑ پینتالیس لاکھ چوبیس ہزار روپے کی وصولی ہو چکی ہے اور بیس لاکھ روپیہ اس بڑھے ہوئے بجٹ سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے اور انہی چند دنوں میں عطا فرما دیا ہے جن دنوں میں وہ کہتے تھے کہ اب ممکن ہی نظر نہیں آرہا کہ سب کو لکھ دیا، بزرگوں کو بھی لکھا، سب کوششیں کیں لیکن افسوس کہ کوئی ہماری دوا کارگر ثابت نہ ہو سکی۔ ٹھیک ہے دوا تو کارگر نہیں ہوا کرتی لیکن دعائیں تو ضرور کارگر ہو جایا کرتی ہیں اور وہ جو دعاؤں کو قبول کرنے والا خدا ہے وہ کبھی بھی مومن کی توقعات کو ردّ نہیں فرمایا کرتا بلکہ توقعات سے بڑھ کر عطا کیا کرتا ہے

اور ابھی یہ ۳۰ رجون کا جو سال ہے اس کی وصولی ۳۰ رجون پہ ختم نہیں ہوا کرتی بلکہ ہمیشہ سے یہ طریق چلا آرہا ہے کہ ۳۰ رجون تک جو وصولیات ہیں ان میں سے بہت سی بعد میں آتی رہتی ہیں۔ بعضوں کی اطلاعات بعد میں آتی ہیں اور بعض جماعتیں اگلے چند دن میں یعنی جولائی کے شروع کے دو تین ہفتے میں کوشش کر کے گزشتہ سال کا بقایا وصول کر لیا کرتی ہیں۔

تو دیکھیں جہاں موسلا دھار بارش کا موسم نہیں تھا وہاں طلّ نے کیا نمونے دکھائے ہیں اللہ کے فضل طلّ نے۔ خدا کے فضل کی شبنم بھی جب پڑتی ہے تو اس قدر حیرت انگیز نشو ونما دکھاتی ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا میں اس کو پھل نہیں سمجھ رہا بلکہ بیج سمجھ رہا ہوں اور یہ بیج جماعت کے نفوس کا بیج بھی سمجھ رہا ہوں اور جماعت کے اموال کا بیج بھی سمجھ رہا ہوں۔ اس لئے یہ سو سے ایک دانے کے سات سو بننے والے دانے ایسے دانے نہیں ہیں جو پھل کے طور پر کھا لئے جائیں گے بلکہ وہ سات سو دانے ہیں جو پھر بیج کے طور پر دوبارہ پھل اگائیں گے اور جتنی مرتبہ جماعت ان کا ایک حصہ دوبارہ خدا کے فضلوں کی زمین میں پھینکتی رہے گی اسی طرح کثرت کے ساتھ سینکڑوں گنا بن کر یہ دوبارہ جماعت کو عطا ہوتے رہیں گے اور پھر وہی پھل اور وہی بیج بنتے چلے جائیں گے۔

یہ ہے اللہ کی رضا کا معاملہ اپنے ان بندوں سے جن کی قربانیوں کو وہ قبول فرماتا ہے اور خدا کی راہ میں سچی اور خالص قربانی کرنے والوں کے ساتھ ہمیشہ بلا استثناء یہی سلوک ہوا ہے۔ اب جن کے ساتھ خدا کا یہ سلوک ہو ان کے متعلق کوئی یہ کہے کہ ہم غالب آجائیں گے یعنی وہ مخالف غالب آجائے گا، یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ خدا کے فضلوں کی تقدیر ہمارے اوپر ظاہر ہو رہی ہے عملی دنیا میں یہ خوابوں کی بات نہیں ہے اور ہر دفعہ اگر دشمن نے یہ آواز اٹھائی کہ ہم غالب آئیں گے تو خدا کی یہ تقدیر ان کو یہ کہے گی اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (الانبیاء:۴۴) بڑھ تو یہ رہے ہیں ہر سمت میں ہر طرف پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ تم کیسے غالب آجاؤ گے؟ وہی غالب آیا کرتے ہیں جو بڑھ رہے ہوں اللہ کے فضلوں کے سہارے جن کی ادنیٰ کوششوں کو بھی خدا تعالیٰ پھل لگا رہا ہو جن کی اعلیٰ کوششوں کو بھی خدا تعالیٰ پھل لگا رہا ہو۔ جنہیں بہار میں بھی پھل لگ رہے ہوں، جنہیں خزاں میں بھی پھل لگ رہے ہوں۔ جنہیں موسلا دھار بارشیں بھی بکثرت نشو ونما عطا کر رہی ہوں اور جنہیں ہلکی پھلکی نہ نظر آنے والی شبنم بھی بکثرت پھل عطا کر رہی ہو۔

پس الحمدللہ کہ خدا کی رحمت اور فضلوں کا یہ سلوک جو ہمیشہ سے جاری ہے آج بھی جاری ہے اور اگر آپ اپنے معاملات کو خدا کے ساتھ تبدیل نہیں کریں گے تو کل بھی جاری رہے گا اور یہی وہ آخری بات ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

چند عرصہ پہلے ایک جمعہ میں میں نے یہ ایک اعلان کیا تھا کہ جماعت کے انفاق فی سبیل اللہ کو ان لوگوں کے تقویٰ سے ایک براہ راست نسبت ہے جو ان اموال کے بطور امین خرچ کرتے ہیں۔ اگر ان اموال کو جو خدا کی خاطر قربانی کرنے والے محض للہ سلسلہ کے حضور پیش کر رہے ہوتے ہیں، خرچ کرنے والے اللہ کے تقویٰ کے ساتھ خرچ کریں اور ان کی امانت کا حق ادا کریں تو کئی طرح سے جماعت میں بے شمار بڑھتی چلے جانے والی برکتیں عطا ہوں گی۔

میری اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ امید ہے کہ جو تقویٰ سے خرچ کرنے والے ہیں ان کے ساتھ خدا تعالیٰ ایسا ہی سلوک فرمائے گا جیسے انہوں نے مال اپنی جیب سے نکال کر دیا ہو۔ ان کے گھر بھی برکت سے بھرے گا، ان کے اموال میں بھی برکت دے گا، ان کے نفوس میں بھی برکت دے گا اور ان کے ساتھ ثواب کے معاملہ میں بھی ویسا ہی سلوک فرمائے گا کہ گویا انہوں نے خود یہ مالی قربانی کی تھی اور اس کے نتیجہ میں وہ اموال جہاں خرچ کئے جائیں گے ان اخراجات میں بے شمار برکت ہوگی اس کے نتائج بہت زیادہ شاندار نکلیں گے۔ خرچ کرتے وقت اگر بددیانتی کی ملونی ہو جائے تو وہ خرچ برکتوں سے محروم رہ جاتا ہے اور ایسے لوگ بڑے ہی بدنصیب ہوتے ہیں جو پاک اموال کو برکتوں سے محروم کر رہے ہوں۔ قربانی کرنے والا جب خدا کی خاطر اپنے حلال رزق میں سے کچھ پیش کرتا ہے تو ایک پاک مال ہے جو اس نے خدا کے حضور پیش کیا اور وہ مال اس بات کا حق دار ہے کہ اسے بکثرت برکت عطا ہو جیسا کہ اس آیت میں وعدہ کیا گیا ہے۔ لیکن اگر کاشت کار دیانت داری سے کاشت کاری نہیں کرتا۔ بجائے محنت کر کے زمین میں بیج کو دبانے کے اوپر پھینک کر واپس آجاتا ہے اس کے نفس میں کچھ بددیانتی کی ملونی ہو خواہ وہ اپنے کام کے لئے ہو یا مالک کے کام کے لئے ہو تو اس بیج پر یہ مثال صادق نہیں آئے گی جو قرآن کریم نے پیش کی ہے۔

تو یہی میرا مطلب ہے کہ خرچ کرنے والا اگر دیانت داری کے تقاضوں کو پورا کرے گا اور تقویٰ سے خرچ کرے گا تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اخراجات میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے گا

اور جو خدا کی راہ میں قربانیاں کرتے ہیں اخلاص اور تقویٰ سے ان کے ساتھ تو خدا کا معاملہ ہونا ہی ہونا ہے ان کے متعلق تو بعض بزرگوں کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ سات سات نسلوں تک ان کی اولادیں ان کی قربانیوں کا فیض کھاتی ہیں۔اس لئے اس مثال کو ان تین جہتوں سے دیکھیں تو دیکھیں معاملہ کتنا پھیلتا چلا جاتا ہے اور مزید جہتیں بھی اس میں تلاش کریں تو سات بالیوں کی مثال بھی سمجھ آجاتی ہے کہ ایک دانہ کس قسم کی سات بالیاں اگاتا ہے۔خرچ کرنے والے،ان کی اولادیں،ان کی بیویاں وہ جو پیش کررہے ہیں ان کی اولادیں ان کی بیویاں اور وہ خود،اور اسی طرح اگر آپ دعائیں کرنے والوں کو بھی ساتھ شامل کرلیں جو کچھ کر نہیں سکتے مگر بڑے درد دل کے ساتھ اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں تو معلوم یہ ہوتا ہے سات کا عدد تو ایک صرف تکمیل کے عدد کے طور پر ہے اس کی شاخیں نکلتی چلی جائیں گی وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ کا مفہوم بھی سمجھ آنے لگتا ہے۔سات کی تعداد کوئی ایسی تعداد نہیں ہے آپ سات کا عدد پورا کر کے سمجھیں کہ خدا کے فضلوں کے عدد پورے ہو گئے بلکہ یہ خوشخبری ہے کہ تم گنو سات تک تمہیں ایک دانہ سات بالیوں پر منتج ہوتا دکھائی دے گا لیکن اگر اپنے رب پر حسن ظن رکھو گے اور اگر تم قربانیوں کے تقاضے پورے کرو گے تو ایک دانہ سات بالیاں نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ بالیاں اگائے گا اور وہ تعداد بڑھتی چلی جائے گی اور جب خدا تعداد غیر معین کر دیتا ہے تو پھر وہ غیر معین ہی رہتی ہے۔پھر اس میں اس تعداد کی حد بندی ہماری محنتوں کی حد بندی کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے، ہمارے خلوص کی حد بندی کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے،خدا کے فضل کی پھر کوئی حد بندی نہیں رہتی۔

تو اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ایسے رستے پر ڈال چکا ہے جو بکثرت بڑھتے چلے جانے والا رستہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالی قربانی کے اس معیار پر قائم ہو چکی ہے جسے چوٹی کی مالی قربانی کہا جاسکتا ہے، جسے ربوہ کی مالی قربانی کہا جاسکتا ہے،اونچے پہاڑی علاقوں کی مالی قربانی سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے۔اب جو فکر ہے وہ کل کی فکر ہے آج کی تو کوئی فکر نہیں رہی اور کل کی فکر مجھے اسی پہلو سے ہے کہ مال خرچ کرنے والے متقی پیدا ہوں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ تقویٰ رکھنے والوں کے ہاتھ میں جماعت کی قربانیوں کے اموال دے۔انہی کو برکت دے،انہی کو توفیق عطا فرمائے کہ ان جگہوں پر بیٹھیں جن جگہوں سے خرچ ہونے کے لئے ان اموال نے گزرنا ہے اور ان

کی نگرانی رکھیں خدا کے فرشتوں کی طرح۔ اگر ایسا ہوا اور خدا کرے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہو تو پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے اموال اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا مضمون اس مثال کے مطابق لامتناہی پھل اور لامتناہی بیجوں کا مضمون بن جائے گا۔

دوسرا پہلو ایک ضمناً یہ بھی بیان کرنے کے قابل ہے کہ جو لوگ جماعت کے مالی قربانی کرنے والے باقاعدہ رجسٹرڈ ہیں یعنی جن کو چندہ دہندگان کے طور پر شمار کیا جاچکا ہے ان میں بھی کئی قسمیں ہیں اور وہ سارے کے سارے اپنے آخری اعلیٰ معیار تک نہیں پہنچے ہوئے۔ ایک بڑا طبقہ ان میں سے ایسا بھی ہے جو چندہ اگر شرح کے مطابق دیتا بھی ہے تو شرح مقرر کرتے وقت کچھ غفلتیں کر جاتا ہے۔ بہت سے اندرونی ایسے معاملات ہیں جن کا تعلق بیرونی آنکھ سے نہیں ہوا کرتا۔ صرف اندرونی تقویٰ کی آنکھ سے ہوتا ہے۔ ایک انسانی اپنی آمد مقرر کرتے وقت کئی قسم کے پیمانے استعمال کرسکتا ہے اور وہ کئی قسم کے پیمانے ایسے ہوتے ہیں بسا اوقات کہ ان میں سے ہر پیمانہ باہر کی آنکھ سے دیکھنے والے کے لئے ایک جائز پیمانہ ہوگا۔ اس پر یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ تم نے اس پیمانے سے اپنے مال کو تولا ہے تم نے جھوٹ بولا ہے، تم نے دھوکا کیا ہے لیکن اندرونی تقویٰ کا مضمون ایک ایسا دلچسپ مضمون ہے کہ جوں جوں تقویٰ کا معیار بڑھتا ہے خدا تعالیٰ نئے پیمانے بھی دکھانے لگتا ہے انسان کو اور انسان سمجھتا ہے کہ پہلے جب میں نے خدا کی راہ میں مال دینے کے لئے جو پیمانہ چنا تھا وہ تو چھوٹا تھا۔ اگر اس پہلو سے دیکھوں تو اتنی مزید گنجائش اس میں موجود تھی وہ نہیں میں نے بھری، اس پہلو سے دیکھوں تو اتنی اور بھی گنجائش موجود تھی وہ خانہ بھی خالی ہی رہا۔ تو بعض لوگ تو اپنے اموال کے پیمانے تنگ کرنے کا رجحان رکھتے ہیں اور یہی سوچیں سوچتے رہتے ہیں کہ کس بہانے کم دوں اور جھوٹا بھی ثابت نہ ہوں اور بعض لوگ ہیں جو زیادہ دینے کے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں اور وہی ہیں جو حقیقی متقی ہیں۔ ان کے اموال میں، ان کے ساتھ خدا کے فضلوں کے سلوک میں ایک ایسی شان پائی جاتی ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی اور وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ کا پوری طرح مضمون ان کے حق میں صادق آتا ہے۔

کچھ ایسے بھی قربانی کرنے والے ہیں جو شرح کے مطابق ویسے ہی نہیں دے سکتے۔ بعض ظاہری طور پر استطاعت نہیں رکھتے بعض باطنی طور پر استطاعت نہیں رکھتے۔ بعضوں کے اخراجات

اتنے ہوتے ہیں آمد کے مقابل پر کہ بے چارے مجبور ہوتے ہیں اور بعضوں کے دل اتنے چھوٹے ہوتے ہیں آمد کے مقابل پر کہ وہ بھی بے چارے مجبور ہو جاتے ہیں۔ جانتے ہیں نیکی کا کام ہے، جانتے ہیں اچھی بات ہے، محبت بھی رکھتے ہیں سلسلہ سے مگر مٹھی نہیں کھلتی۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک سیٹھ کو اللہ تعالیٰ ایک کروڑ روپیہ عطا کر رہا ہے اور اس میں سے وہ چھ لاکھ روپیہ سالانہ دینا شروع کر دے۔ اس لئے وہ دل کے غریب ہوتے ہیں بے چارے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے **الغنی غنی النَّفس** (بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر: ۵۹۶۵) کہ تم امیری کو دولت گننے کے طریق پر نہ معین کیا کرو، امیری تو دل سے تعلق رکھنے والی چیز ہے یا دل امیر ہوتے ہیں یا دل غریب ہوتے ہیں اور ظاہری دولت کا پیمانہ درست نہیں بلکہ اس اندرونی دولت کے پیمانے پر خدا کی نظر میں یا کچھ لوگ امیر ٹھہرتے ہیں یا کچھ لوگ غریب ٹھہرتے ہیں۔ مگر ان کا معاملہ بھی لا علاج نہیں ہے۔ بار بار کی تذکیر، بار بار کا توجہ دلانا تو ان پر ضرور اثر کرتا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ جب بھی اموال کے معاملہ میں میں خطبہ دیتا ہوں تو کثرت کے ساتھ ایسے خطوط ملتے ہیں جو اعتراف کرتے ہیں اس بات کا کہ ہمیں پہلے توفیق نہیں تھی، ہمت نہیں پڑتی تھی مگر خطبہ سنا ہے دل میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی، چند دن غور کیا اور آخر فیصلہ کر لیا ہے کہ جو کچھ بھی ہو گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سیدھا معاملہ کرنا ہے اور بعض جو اپنے راز کھولتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیا کیا بہانے بنا کر بے چارے بیٹھے ہوئے تھے نیکی سے محروم اور صرف یہی نہیں اس خط کے بعد جو بعد میں خط آتے ہیں ان کا رنگ ہی اور ہو جاتا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اس فیصلہ کے بعد کہ ہم نے خدا کے ساتھ اپنے معاملات سیدھے کر لئے ہیں ان کے دلوں میں ایسی بشاشت پیدا ہو جاتی ہے، ایسا نور ان کو عطا ہوتا ہے کہ بعض لکھنے والے کہتے ہیں کہ ہمیں تو زندگی کا اب مزہ آنا شروع ہوا ہے۔ پہلے گھٹن سی تھی، ایک بے چینی اور ایک بدمزگی سی تھی زندگی میں لیکن جب سے ہم نے اپنے دل کو صاف اور سیدھا کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑے لطف کی زندگی بسر کرنے لگ گئے ہیں۔ تو وہ بھی ہیں جن میں ابھی گنجائش موجود ہے اور اس کے علاوہ بہت سی تعداد ایسے احمدیوں کی ہے جو تربیت کی کمی کی وجہ سے یا سلسلہ کے نظام میں محنت کرنے والوں کی کمی کی وجہ سے چندہ دے ہی نہیں رہے۔ ہر جگہ اس کی گنجائش موجود ہے، بڑے شہروں میں بھی موجود ہے۔

ایک دفعہ مجھے یاد ہے انصار اللہ کے دورے پر کراچی گیا تو کراچی کی جماعت تو بڑی منظّم اور بڑی خدا کے فضل سے سائنٹفک بنیادوں پر یعنی سائنسی طریق پر مربوط کام کرنے والی جماعت ہے ان کی تجنید کا معیار بھی اسی لحاظ سے بہت اونچا ہے۔ تو میں نے جب انصار اللہ کی تعداد دیکھی تجنید کی تو میں نے ان سے کہا یہ تو ہے نہیں پوری، ہو ہی نہیں سکتا بہت سے انصار ہیں آپ کے جو آپ کی نظر سے اوجھل پڑے ہوئے ہیں آپ نے شمار ہی نہیں کئے۔ انہوں نے کہا جی یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ کو کیا پتہ ہم یہاں کام کرتے ہیں، کراچی میں تو ایک گوشہ ایسا نہیں ہے جو کارکنوں کی آنکھ سے الگ رہ جائے سب پورے کے پورے گنتی میں ہیں بتائیں کس طرح کوئی رہ سکتا ہے الگ۔ میں نے کہا آپ کی بات بھی درست ہوگی مگر میری بھی درست ہی ہے، آپ کوشش کریں محنت کر کے دیکھیں تو آپ کو آدمی مل جائیں گے۔ تو پہلی رپورٹ جو تھی ایک محلے کی جن کے متعلق میں بات کر رہا تھا اس کے مطابق ۴۲ کی بجائے ۶۲ ہو گئے تھے یعنی پچاس فیصدی سے زائد ان کے آدمی چھپے ہوئے تھے یا پچاس فیصد کے قریب ان کے آدمی چھپے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ یہاں کوئی ایک بھی گوشہ ایسا نہیں ہے جو نظر سے باہر رہ گیا ہو اور بعد میں جو رپورٹیں آئیں اس میں تو بعض جگہ سو فیصدی قریباً اضافہ ہوا بعض جگہ بہت کم بھی ہوا لیکن ایسے گوشے رہ جاتے ہیں جو ان کارکنوں کی نظر سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

اموال کی قربانی کے نظام میں میں نے یہ بڑا تفصیلی تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ جہاں تک کارکنوں کی محنت کا تعلق ہے اس کا بڑا گہرا واسطہ ہے اس نظام کی کامیابی سے اور تنظیم کا اعلیٰ ہونا یہ بھی ایک بہت اہم ایسا Factor ہے ایک اہم چیز جو اس میں کردار ادا کرتی ہے۔ چنانچہ تنظیمی لحاظ سے ،محنت کے لحاظ سے، رسل و رسائل کے لحاظ سے اگر اس نظام کو بہتر کیا جائے تو جو آج ہمارا بجٹ ہے اس میں قربانی کرنے والے جتنے شامل ہیں اگر وہ اپنی قربانی کے معیار میں ایک رتی بھی اضافہ نہ کریں تو جماعت کا مجموعی بجٹ خدا کے فضل سے اس سے بھی کئی گنا زیادہ بڑھ سکتا ہے کیونکہ یہاں جو مثال دی ہے خدا تعالیٰ نے اس مثال کا مطلب یہ ہے کہ آج کے بیج نے اگر تمہیں اتنا پھل دیا ہے تو کل کا بیج تمہاری ضرورتوں سے بہت زیادہ ہوگا کیونکہ یہی پھل تمہارا بیج بھی بننے والا ہے کل کا۔ اس لئے تمہاری استطاعت بڑھتی چلی جائے گی قربانیوں کی۔

پس ہر سال جب جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے زیادہ چندہ دیتی ہے تو ہر پہلو

سے اس کی استطاعت بھی بڑھتی چلی جاتی ہے، استطاعت کم نہیں ہوتی اور یہ بھی ایک خاص امتیازی شان ہے الٰہی جماعتوں کی جو دوسروں کو عطا نہیں ہوتی۔ وہ جب خرچ کرتے ہیں کسی کام پر تو ان کی استطاعت تھوڑی ہوتی جاتی ہے پھر، یہاں تک کہ وہ خرچ، وہ ٹیکس بوجھ بن جاتا ہے اور اس کے خلاف بغاوت پیدا ہو جاتی ہے۔ الٰہی جماعتوں میں اس کے برعکس مضمون دکھائی دیتا ہے جتنا ان کی استطاعت خرچ کی بڑھتی ہے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی اتنا خدا تعالیٰ ان کی استطاعت میں مزید وسعتیں عطا کرتا چلا جاتا ہے اور آنے والے کل میں استطاعت پہلے سے کئی گنا بڑھ چکی ہوتی ہے۔

پس جس پہلو سے بھی دیکھا جائے ابھی کام کی گنجائش ہے اور خصوصاً بیرونی ملکوں میں تو بہت زیادہ کام کی گنجائش ہے۔ پاکستان کی جماعتیں تو چونکہ قربانی کے دور سے گزر رہی ہیں اس لئے خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے ان کے اوپر کہ ان کا قربانی کا معیار باہر کی جماعتوں کی نسبت غیر معمولی طور پر اونچا ہے۔ لیکن باہر کچھ لوگ غیر معمولی معیار پر قائم ہیں لیکن اکثریت بہت پیچھے رہ جاتی ہے۔ میں انگلستان کو صرف مخاطب نہیں ہوں میرے نزدیک افریقہ کی ساری جماعتیں ہیں، امریکہ کی جماعتیں ہیں، فجی آئی لینڈ کی جماعتیں ہیں، جاپان، چین ساری دنیا میں جہاں جہاں جماعتیں ہیں وہ ساری میری مخاطب ہیں۔ اس لئے اگر ان سب جماعتوں کو ملحوظ رکھ کر آپ غور کریں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ ہماری جماعت کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے جو ابھی مالی قربانی میں شامل نہیں ہوا۔ نظام جماعت اگر محنت کرے اور ان کو شامل کرلے خواہ وہ شروع میں تھوڑا دیں تو چونکہ خدا کا یہ وعدہ ہے کہ جو دے وہ آئندہ کے لئے پھل ہی نہیں بیج بھی بنے گا۔ اس لئے دینے والا بھی خواہ تھوڑا دے کر شروع کرے اللہ کے فضل کے ساتھ وہ آئندہ زیادہ دینے کی استطاعت پا جاتا ہے، اس کی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی وسعت بڑھ جاتی ہے۔

تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے کارکنان خواہ وہ کسی ملک سے بھی تعلق رکھتے ہوں ایسے آدمیوں کو خصوصیت سے تلاش کریں گے جو خدا کے ان فضلوں سے محروم ہیں جن کی زندگیاں بے کار اور بے لذت گزر رہی ہیں۔ ان کو خدا نے اموال تو دیئے ہیں لیکن ان اموال میں برکت نہیں۔ ان کی نسلوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی کوئی ضمانت موجود نہیں۔ اس لئے ان کی خاطر آپ محنت کریں اور ان کو سلسلہ کے ساتھ اس طرح وابستہ کریں کہ

وہ بھی مالی قربانی کرنے والوں کی صف میں ایک باقاعدہ مستقل حصہ بن جائیں۔ جو ایسا کریں گے تو نئے شامل ہونے والوں کی مالی قربانیوں میں خدا ان کو بھی حصہ دار بنا دے گا۔ ایک غریب سیکرٹری مال اگر سو چندہ دہندہ پیدا کرتا ہے تو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ارشاد کے مطابق جتنے وہ نیکی کرنے والے پیدا کرتا چلا جاتا ہے ان کی نیکیوں کا ثواب اس کو بھی ملتا چلا جاتا ہے اور نیکی کرنے والوں کے ثواب میں خدا کوئی کمی نہیں کرتا یعنی ان کا حصہ لے کر ان کو نہیں دیتا بلکہ مزید عطا کرتا ہے۔ تو مالی قربانی پیدا کرنے والے لوگ بھی ایک لامحدود ترقیات کا میدان اپنے سامنے کھلا پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور خدا کے سچے شکر گزار بندے بنتے ہوئے شکر کے حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ہم خدا تعالیٰ کے مزید لامتناہی فضلوں کا وارث بنتے چلے جائیں۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

قادیان سے ناظر صاحب اعلیٰ نے یہ درخواست بھجوائی ہے کہ وہاں کے ایک مخلص جوشیلے درویش مرزا محمود احمد صاحب ایک لمبے عرصے کی بیماری کے بعد وفات پا گئے ہیں۔ جو قافلے وہاں جایا کرتے تھے ان کو خوب یاد ہو گا وہاں سب سے زیادہ جوش کے ساتھ قافلوں کا استقبال کرنے والے اور نعرہ لگانے والے ایک مرزا محمود صاحب ہوا کرتے تھے۔ تو ان کے متعلق خاص طور پر نماز جنازہ غائب کی درخواست کی گئی ہے اور دعا کی درخواست کی ہے۔

ان کے علاوہ کچھ موصیان یا غیر موصیان جو وفات پا گئے ہیں ان کے بچوں نے ان کی جنازہ غائب کی درخواست کی ہے ایک مکرم چوہدری رحمت اللہ صاحب ولد چوہدری عنایت اللہ صاحب گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ۔ ایک ہیں مکرمہ مہراں بی بی صاحبہ اہلیہ عمرالدین صاحب مرحوم مرحومہ موصیہ تھیں گوجرہ کی رہنے والی تھیں۔ ایک سید حامد مقبول صاحب ویسٹ جرمنی سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی والدہ سید مقبول احمد صاحب کی اہلیہ وفات پا گئی ہیں۔ مکرم محمد الدین صاحب ناز پروفیسر جامعہ احمدیہ لکھتے ہیں کہ ان کے والد صاحب جو خاص سلسلہ کے فدائی اور عاشق تھے وہ بھی وفات پا گئے ہیں۔ نور بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری رحمت اللہ صاحب چک ۲۵ ۷ آر۔ بی کرتار پور ضلع فیصل آباد وفات پا گئی ہیں۔

ان کے علاوہ ہمارے ایک معلم وقف جدید ہیں محمد حسین صاحب ان کی والدہ بھی کافی بڑی

عمر میں وفات پا گئی ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ اسّی سے کچھ اوپر ہوں گی ۔ وقف جدید میں جب میں تھا میرے پاس علاج کے لئے بھی آیا کرتی تھیں، معمر خاتون ۔لیکن ان کے خلوص کی جو خاص ادا مجھے بہت اچھی لگی جس کی وجہ سے میں خاص طور پر ان کے لئے تحریک کر رہا ہوں یہ آزاد کشمیر میں تھیں بہت شدید بیمار ہو گئیں اور بظاہر بچنے کی کوئی امید نہیں تھی آخری عمر تھی تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں تو وقف جدید سے میں چھٹی لے لیتا ہوں کیونکہ والدہ کی خدمت کا حق ادا کرنا فرض ہے اور وہ شوق سے مجھے رخصت بھی دے دیں گے تو ان کی والدہ بیماری کی حالت میں اٹھ کے بیٹھ گئیں انہوں نے کہا بیٹا! اگر تم دنیا کے نوکر ہوتے اور جو مرضی کما رہے ہوتے تو میں تمہیں کبھی اپنے سے الگ نہ ہونے دیتی لیکن تم خدا کے نوکر ہو اور میں ایک لمحہ کے لئے بھی پسند نہیں کرتی کہ خدا کی نوکری چھوڑ کر تم میری نوکری شروع کر دو آکے ۔اس کے بعد پھر ان کو خدا نے شفا بھی عطا فرما دی پھر ربوہ بھی آ گئیں اور ان کے بیٹے کی اس قربانی کو اصل میں تو ان کا اخلاص ہی تھا جس نے پھر اس کو بھی ہمت دی، اس نے درخواست ہی نہیں دی پھر ۔تو خدا نے اس کو قبول فرمایا اور لمبی عمر انہوں نے پائی ۔تو ان سب کی نماز جنازہ غائب انشاءاللہ جمعہ کے معاً بعد ہوگی ۔